حکمتِ سیّد مودودیؒ

"چاہے یہ کام آپ کو ۵۰ سال بھی کرنا پڑے!"

جماعتِ اسلامی کا سالانہ اجتماع مدت بعد مارچ ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوا۔ اپنی نوعیت کا یہ آخری اجتماع تھا، جو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مؤسسِ جماعت کی زندگی میں منعقد ہوا۔ ۳۱ مارچ ۱۹۷۴ء کو اس اجتماع سے مؤسسِ جماعت نے گویا آخری باتیں کیں۔ یہ ایسے کلمات ہیں کہ ان کو سینوں کے اندر تعویذ بنا کر لٹکا لینا چاہیے۔ (ن۔ ص)

اب میں آپ سے جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جماعتِ اسلامی جس غرض کے لیے قائم ہوئی ہے وہ ایک اور صرف ایک ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں اللہ کے دین کو پوری طرح سے، پوری زندگی میں نافذ کیا جائے۔ اس کے سوا اس جماعت کا اور کوئی مقصد اور نصب العین نہیں ہے۔ جو شخص بھی اس جماعت سے وابستہ ہے، خواہ وہ رکن کی حیثیت سے وابستہ ہو یا کارکن اور متفق کی حیثیت سے، وابستہ ہو، اُسے یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ جماعتِ اسلامی کا اصل مقصد دینِ حق کو مکمل طور پر خدا کی زمین پر غالب کرنا ہے۔ اگر ہم سیاسی کام بھی کرتے ہیں تو اقتدار حاصل کرنے یا دوسری سیاسی اغراض کے لیے نہیں کرتے، بلکہ اس غرض کے لیے کرتے ہیں کہ ان رکاوٹوں کو دور کیا جائے جو دینِ حق کے قیام میں مانع ہو رہی ہیں اور جمہوری ذرائع سے ملک کے اندر اسلامی انقلاب برپا کرنے کا راستہ ہموار ہو سکے۔ جماعتِ اسلامی نے یہ جو مسلک اختیار کیا ہے کہ وہ کسی قسم کے تشدد اور توڑ پھوڑ کے ذریعے سے کسی قسم کی

دہشت پسندانہ تحریک کے ذریعے سے اور کسی قسم کی خفیہ تحریک یا سازشوں کے ذریعے سے ملک میں انقلاب برپا نہیں کرنا چاہتی، بلکہ خالصتہً جمہوری ذرائع سے انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے، یہ مسلک قطعاً کسی کے خوف کی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ ہرگز اس بنا پر نہیں ہے کہ ہم کبھی کسی ابتلا کے وقت اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے یہ کہہ سکیں کہ ہم دہشت پسند نہیں ہیں، ہمارے اوپر تشدد یا قانون شکنی کا الزام نہ لگایا جائے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیش نظر اسلامی انقلاب ہے اور اسلامی انقلاب کسی خطۂ زمین میں اس وقت تک مضبوط جڑوں سے قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کے خیالات تبدیل نہ کر دیئے جائیں، جب تک لوگوں کے افکار اور ان کے اخلاق و عادات میں تبدیلی نہ لائی جائے اس وقت تک مضبوط بنیادوں پر کوئی انقلاب برپا نہیں ہو سکتا۔ اگر زبردستی کسی قسم کے تشدد کے ذریعے سے، یا سازشوں اور خفیہ ہتھکنڈوں کے ذریعے سے کوئی انقلاب برپا کر دیا جائے تو اس کو کبھی دوام اور ثبات نصیب نہیں ہوتا اور بالآخر اسے کسی دوسرے انقلاب کے لئے جگہ خالی کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح اگر دھوکے بازیوں اور جھوٹ اور افتراء کی مہم کے ساتھ انتخابات جیت کر، یا کسی اور طریقے سے حکومت پر قبضہ کر کے کوئی سیاسی انقلاب برپا کر بھی دیا جائے تو چاہے وہ کتنی دیر تک قائم رہے لیکن جب وہ اکھڑتا ہے تو اس طرح اکھڑتا ہے جیسے اس کی کوئی جڑ ہی نہیں تھی۔

ہم اس طرح کے تجربے نہیں کرنا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ چاہے کتنا ہی عرصہ لگ جائے لیکن پہلے قوم کے ذہن کو تبدیل کیا جائے اور اس کو اس حد تک تیار کیا جائے کہ وہ اسلامی نظام کا بوجھ سہار سکے۔ اسلامی نظام کو چلانے کے قابل ہو سکے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی نے تیس برس اپنا زور لگایا مگر کیا کر لیا۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری تیس سالہ شبانہ روز محنت کا ثمر یہ ہے کہ اس وقت خدا کے فضل سے ملک کے تعلیم یافتہ طبقے کی اکثریت ہماری ہم خیال ہے۔ ملک کے اہلِ دماغ طبقہ کے اندر اسلامی افکار اپنا مقام بنا چکے ہیں زندگی کے مختلف شعبوں میں، جہاں جہاں بھی تعلیم یافتہ اور صاحبِ فکر لوگ موجود ہیں ان کی

اکثر بہت متاثر اور ان افکار کی قائل ہو چکی ہے۔

اب دوسرا کام جو ہمارے سامنے ہے اور فی الحقیقت بہت بڑا کام ہے وہ عام لوگوں کے خیالات کو تبدیل کرنا اور ان کے اندر اسلامی فکر اور اسلامی نظام کے بنیادی تصورات کو راسخ کرنا ہے ان کے اندر اخلاقی انقلاب برپا کرنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک بڑا مشکل کام ہے لیکن یہ کام ہمیں بہر حال کرنا ہے۔ یہ کام پہلے بھی ہمارے پروگرام میں شامل رہا ہے اور ہم اس سے کبھی غافل نہ تھے۔ ہم اگر اس میدان میں اب تک بڑی کامیابی حاصل نہ کر سکے تو اس کے کچھ اسباب و موانع بھی ہیں جن سے صرفِ نظر نہ کرنا چاہیئے۔

یہ امر واقع ہے کہ پچھلے چھبیس ستائیس سال کے دوران میں جن لوگوں کے ہاتھ میں بھی اس ملک کا نظام چلانے کے اختیارات رہے ہیں خواہ وہ سیاسی اختیارات ہوں یا معاشی یا تعلیمی اختیارات ہوں (ایک آدھ کو چھوڑ کر) انہوں نے اس قوم کے ذہن کو بگاڑنے اور اس کے سیرت و کردار کو تباہ کرنے کی کوشش کی اور اس کو اسلام سے دور سے دور تر کر دیا۔ یہ انہی کی اس مجرمانہ روش اور بد اندیشیوں کا نتیجہ ہے کہ آخر کار مشرقی پاکستان، پاکستان سے الگ ہوا۔ وہاں مسلسل یہ ذہن پیدا کیا گیا کہ بنگالی بولنے والے مسلمان اور ہندو ایک قوم ہیں اور بنگالی نہ بولنے والے دوسری قوم۔ یہ ذہن وہاں پیدا کیا جاتا رہا ہے لیکن حکومت کی طرف سے کبھی اس کی روک تھام نہ کی گئی بلکہ اس کی حوصلہ افزائی ہی کی گئی۔

یہاں برسرِ اقتدار آنے والے لوگ ہمیشہ خاموش تماشائی بنے رہے اور اس کے نتیجے میں آخر کار مشرقی پاکستان الگ ہو کر رہا۔ اور اب یہاں بھی اسی کفر کے پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہاں لوگوں کے اندر یہ ذہن زبردستی پیدا کیا جا رہا ہے کہ یہاں کوئی پٹھان ہے اور کوئی بلوچی، کوئی سندھی اور کوئی پنجابی۔ کیا یہ پاکستان کی بنیاد تھی؟ قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں تو سارے ہندوستان کے مسلمان یہ بھول گئے تھے کہ ہم کون ہیں ان کے پیشِ نظر صرف یہ تھا کہ ہم اوّل و آخر مسلمان ہیں، مسلمان ہونے کی حیثیت سے جب

انہوں نے مل کر کوشش کی اور متحد ہو کر پاکستان کا مطالبہ کیا تب پاکستان وجود میں آیا ورنہ اس بات کا کوئی امکان نہیں تھا کہ اگر گجراتی اور مدراسی اور ملیباری اور سندھی اور پٹھان اور پنجابی سب کے سب الگ الگ قومیتوں کا تصور رکھتے تو پاکستان کبھی بن سکتا اور اب یہاں پھر الگ الگ قومیتوں کا جو تصور پھیلایا جا رہا ہے یہ لازماً پاکستان کے ٹکڑے اڑانے والا ہے۔ سندھ میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ بعینہٖ مشرقی پاکستان کی سی صورتحال پیدا کی جا رہی ہے۔ سندھ کا عام مسلمان نہایت سیدھا سادھا مخلص مسلمان ہے لیکن وہاں کے تعلیم یافتہ طبقے میں یہ خالص کافرانہ تصور پھیلایا جا رہا ہے کہ سندھی بولنے والا ہندو اور مسلمان ایک قوم ہے اور جو سندھی نہیں بولتا، وہ چاہے مسلمان ہو، وہ دوسری قوم ہے۔ اسی طرح کی کوششیں دوسرے صوبوں میں بھی جاری ہیں۔

اس طرح ایک طرف تو لوگوں کے نظریات کو بگاڑنے اور ان کے اندر افتراق و انتشار کے بیج بونے کی کوشش کی جا رہی ہے اور دوسری طرف ان کے اخلاق کو بگاڑنے کے لئے تمام ممکن ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں۔ تیسری طرف تعلیم کا ایسا نظام رائج کیا جا رہا ہے جس سے ایک نوجوان کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ اسے اسلامی نظام چلانے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے یا سوشلسٹ نظام چلانے کی تربیت دی جا رہی ہے یا سرے سے اسے کوئی نظام بنانے اور چلانے کے لئے تیار بھی کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ اس طرح کی ایک بگڑی ہوئی صورتحال آپ کے گردوپیش میں پیدا کی جا رہی ہے۔

اس حالت میں آپ کو جان مار کر کوشش کرنی ہے۔ اس غرض کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کرنی ہے کہ عام لوگوں کے اندر زیادہ سے زیادہ اسلامی ذہن پیدا کریں، کیونکہ **جب تک آپ یہ کام نہیں کریں گے اس وقت تک یہاں اسلامی انقلاب کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔**

اب یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہاں جمہوریت کو کبھی چلنے نہیں دیا گیا اور جمہوری طریقوں سے صالح تغیر کا راستہ قریب قریب بند کر دیا گیا ہے اور اگر یہاں کبھی انتخابات ہوئے بھی ہیں تو وہ انتہائی بے ایمانیوں اور بددیانتیوں کے ذریعے سے

جیتے جاتے رہے ہیں اور ایسے حالات بھی یہاں پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ اگر مفروضے کے طور پر ہم انتخابات میں کبھی سو فیصد ووٹ حاصل کر بھی لیں تو صندوقچیوں سے سو فیصد ووٹ ہمارے خلاف ہی برآمد ہوں گے تو ایسی صورت میں جمہوری ذرائع سے اصلاحِ احوال کی کیا توقع کی جاسکتی ہے ؟ یہ صورتحال فی الواقع یہاں موجود ہے لیکن ہمیں اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ ہمیں اس صورتحال کو بدلنے کے لئے پوری پوری جدوجہد کرنی ہے۔ ہمیں اس غرض کے لئے سرتوڑ کوشش کرنی ہے کہ **ہماری انتھک محنتوں کے نتیجے میں انسانوں کا سیلاب اسی طرح انتخابات کے مراکز پر امڈ آئے کہ اگر کوئی شخص بے ایمانیاں کرنا بھی چاہے تو نہ کرسکے** انقلابی تحریکوں کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب لوگوں کے اندر ان کے پھیلائے ہوئے خیالات اس قدر مضبوطی سے جم جاتے ہیں اور ان کے اندر ایک ایسا عزمِ راسخ پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد پھر کوئی طاقت ان کے مطلوبہ نظام کو آنے سے نہیں روک سکتی۔ وہ ہر راستے سے آتا ہے اور ایسے راستوں سے آتا ہے جن کو بند کرنے کا خیال بھی کسی کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اس لئے آپ اس بات کی فکر نہ کریں کہ آپ جس نظام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں وہ یہاں کیسے آئے گا ؟ آپ کا اصل کام یہ ہے کہ اپنا فرض نہایت خلوص اور جانفشانی کے ساتھ ادا کرتے چلے جائیں اور آپ کی واحد فکر آپ کا وہ کام ہو جسے آپ کو انجام دینا ہے۔

یہ کام آپ صرف اسی صورت میں انجام دے سکتے ہیں جبکہ آپ کے اپنے اخلاق اس سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوں جو اس نظام کا تقاضا ہے جب آپ اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے اٹھیں گے تو یہ لوگ دیکھیں گے کہ ہمیں یہ دعوت دینے والے خود کیسے ہیں۔ اگر آپ کے اخلاق اور سیرت و کردار میں کوئی خرابی ہوئی یا آپ کے اندر ایسے لوگ پائے گئے جو مناصب کے خواہشمند اور ان کے لئے حریص ہوں یا آپ کے اندر ایسے لوگ موجود ہوئے جو کسی درجہ میں بھی نظم کی خلاف ورزی کرنے والے ہوں تو اس صورت میں آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ اس لئے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین

کر لیجئے کہ اسلامی انقلاب کے لئے جدوجہد کرنے کے مخصوص تقاضے ہیں۔ اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کرتے وقت آپ کو جن چیزوں کو خاص طور پر پیش نظر رکھنا ہوگا وہ یہ ہیں کہ آپ کے اخلاق نہایت بلند ہوں۔ آپ کی زندگی پوری طرح اسلام کے ڈھانچے میں ڈھلی ہوئی ہو۔ آپ کے اندر نظم جماعت کی کامل اطاعت پائی جاتی ہو۔ آپ جماعت کے دستور کی پوری طرح پابندی کرنے والے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ عوام الناس کے اندر پھیل کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے ہر لحظہ کوشاں ہوں اور چاہے یہ کام آپ کو پچاس سال بھی کرنا پڑے لیکن آپ لگن کے ساتھ اسے کرتے چلے جانے کا مصمم ارادہ رکھتے ہوں تو انشاء اللہ کوئی طاقت اس ملک کو اسلامی ملک بننے سے نہیں روک سکے گی۔

(اخذ و اقتباس از محمد یوسف صاحب منصورہ)

خوشخبری

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی جملہ تصانیف (اُردو، انگلش)

اور

اِدارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور کی جملہ مطبوعات

نیز

دیگر اداروں کی کتب کے حصول کے لیے ہم سے رجوع فرمائیں

تاجرانِ کتب اور تحریکی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت

الحمد تاجرانِ کتب، اُردو بازار، کراچی